THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسلام اور سکھ مت میں سماجی خدمت کے مذہبی واخلاقی محرکات کا تقابلی جائزہ

Comparative Study of the Religious and Ethical Motivations of Social Service in Islam and Sikhism

1. ***Muhammad Sajid Mahmood***
   M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan.
   Email: msajidmayo33@gmail.com
2. ***Dr. Sheraz Ahmad (Corresponding Author)***
   Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan.
   Email: sheraz.ahmad@iub.edu.pk

Abstract

This study presents a comparative and analytical examination of the religious and ethical motivations for social service in Islam and Sikhism. The research aims to explore how both traditions conceptualize service to humanity, the underlying theological and moral foundations, and their practical manifestations in society. A qualitative and comparative research methodology has been employed, drawing upon primary sources including the Qur'an, Hadith literature, and the Guru Granth Sahib, along with relevant secondary academic sources. In Islam, social service is regarded as a religious obligation and an act of worship, grounded in the concepts of divine accountability, reward in the Hereafter, and obedience to Shariah. Institutional frameworks such as Zakat, Sadaqah, and Waqf provide structured mechanisms for welfare and redistribution of resources. In contrast, Sikhism emphasizes Seva (selfless service) as a central spiritual and ethical practice rooted in humility, equality, and devotion to God. The practice of Langar serves as a prominent example of communal welfare, ensuring free and equal access to food for all individuals regardless of social, religious, or economic background. The findings reveal that both religions share significant common values, including compassion, altruism, social justice, and human dignity. However, they differ in their motivational frameworks and institutional structures: Islam presents a more formalized, law-based system of welfare, whereas Sikhism promotes voluntary, community-centered service. The study concludes that these shared ethical principles can contribute to promoting interfaith harmony, strengthening social cohesion, and addressing contemporary global social challenges such as poverty and inequality.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Keywords*: Islam, Sikhism, Social Service, Seva, Zakat, Ethics, Comparative Study, Interfaith Harmony.*

انسانی معاشرہ باہمی تعاون، ایثار اور خدمتِ خلق جیسے اصولوں پر استوار ہے۔ مذاہبِ عالم نے نہ صرف روحانی تربیت پر زور دیا ہے بلکہ سماجی فلاح و بہبود کو بھی بنیادی اہمیت دی ہے۔ اسلام ایک ہمہ گیر نظامِ حیات کے طور پر انسانیت کی خدمت کو عبادت کا درجہ دیتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ [1]

"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو" (النساء:36)۔

اسی طرح ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے:

خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ [2] (لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے)

یہ تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ اسلام میں سماجی خدمت محض ایک اخلاقی عمل نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہے۔ دوسری جانب، سکھ مت میں بھی خدمتِ انسانیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ سکھ تعلیمات میں "Seva" یعنی بے لوث خدمت کو روحانیت کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے۔ گرو گرنتھ صاحب میں بارہا انسانیت کی خدمت، عاجزی اور مساوات پر زور دیا گیا ہے۔ سکھ روایت میں 'لنگر' کا نظام اس تصور کا عملی اظہار ہے، جہاں ہر مذہب و طبقے کے افراد کو بلا امتیاز کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں، جب دنیا سماجی و معاشی ناہمواریوں اور اخلاقی بحران کا شکار ہے، مختلف مذاہب کی فلاحی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے تاکہ مشترکہ انسانی اقدار کو فروغ دیا جا سکے۔

اسلام اور سکھ مت دونوں میں سماجی خدمت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، تاہم ان کے مذہبی و اخلاقی محرکات، اصولوں اور عملی مظاہر کا منظم تقابلی مطالعہ محدود ہے۔ لہٰذا یہ تحقیق درج ذیل سوال کا جائزہ لے گی کہ آیا دونوں مذاہب میں خدمتِ خلق کے پیچھے کارفرما مذہبی و اخلاقی عوامل میں مماثلت پائی جاتی ہے یا بنیادی اختلافات موجود ہیں؟

اہمیتِ تحقیق:

یہ تحقیق درج ذیل پہلوؤں سے اہمیت رکھتی ہے۔

* بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینا۔
* اسلامی تعلیمات میں خدمتِ خلق کے تصور کو اجاگر کرنا۔
* سکھ مت کی فلاحی تعلیمات کا علمی تعارف۔

---

1 القرآن، 4: 36۔

2 ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، المعجم الأوسط (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1418ھ)، 58/6، حدیث نمبر: 5937۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اسلام میں سماجی خدمت کا تصور:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح پر یکساں توجہ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عبادات کے ساتھ ساتھ معاشرتی ذمہ داریوں کو بھی نہایت اہمیت دی گئی ہے۔ خدمتِ خلق کو اسلام میں محض اخلاقی قدر نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ اور عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک صالح مسلمان وہی ہے جو نہ صرف اللہ کے حقوق ادا کرے بلکہ بندگانِ خدا کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کوشاں رہے۔

قرآنِ مجید میں سماجی خدمت کا تصور:

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر سماجی خدمت، ایثار اور ضرورت مندوں کی مدد کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا 3

(اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔)

ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَ آتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ

(نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ اصل نیکی تو اس کی ہے جو اللہ پر، یومِ آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں پر خرچ کرے اور غلاموں (کی گردنیں) آزاد کرانے میں لگائے۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ حقیقی نیکی صرف ظاہری اعمال (جیسے قبلہ کی سمت) کا نام نہیں، بلکہ ایمان، اخلاص اور انسانیت کی خدمت کا مجموعہ ہے۔ یہ آیات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ حقیقی نیکی کا تعلق سماجی ذمہ داریوں سے ہے، اور خدمتِ خلق ایمان کا لازمی جزو ہے۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں خدمتِ خلق کی اہمیت

احادیثِ نبوی ﷺ میں خدمتِ انسانیت کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اسی طرح ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے:

خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ 4(لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے) اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

---

3 القرآن، 76: 8۔

4 ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، المعجم الأوسط (بیروت: دار الكتب العلمية، 1418ھ)، 58/6، حدیث نمبر: 5937۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا , نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ , وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ , سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ , وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ 5

(جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ اس کے آخرت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہے)

یہ احادیث اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اسلام میں سماجی خدمت کا تعلق براہِ راست اللہ کی رضا کے حصول سے ہے۔

اسلامی نظام میں سماجی خدمت کے عملی مظاہر:

اسلام نے سماجی خدمت کو صرف نظریاتی حد تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے عملی نظام بھی وضع کیے ہیں۔

زکوٰۃ کا نظام: زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، جس کا مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی فلاح ہے۔ قرآن میں زکوٰۃ کے مستحقین کا ذکر واضح طور پر کیا گیا ہے (التوبہ:60)۔

صدقات و خیرات: اسلام میں نفلی صدقات کی بھی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے، جو معاشرے کے کمزور طبقات کی مدد کا ذریعہ بنتے ہیں (قرضاوی، 1999)۔

وقف کا نظام:

اسلامی تاریخ میں وقف ایک اہم فلاحی ادارہ رہا ہے، جس کے ذریعے تعلیم، صحت اور دیگر سماجی خدمات فراہم کی جاتی رہی ہیں (منان، 2000)۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں سماجی خدمت کے نمونے:

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ خدمتِ خلق کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ یتیموں، بیواؤں، مساکین اور غلاموں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ مدینہ میں مواخات (بھائی چارہ) کا نظام قائم کیا، ضرورت مندوں کی ذاتی طور پر مدد فرمائی، معاشرتی مساوات کو فروغ دیا، یہ تمام اقدامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام میں سماجی خدمت ایک عملی اور مربوط نظام کے طور پر موجود ہے (ابن ہشام، 1990)۔

اسلام میں سماجی خدمت کے مذہبی و اخلاقی محرکات:

اسلام میں خدمتِ خلق کے محرکات درج ذیل ہیں:

رضائے الٰہی کا حصول

ہر نیک عمل کا بنیادی مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

---

5 امام مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب البر والصلة والآداب (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س ن)، حدیث نمبر: 2699۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اخوت وہمدردی

اسلامی تعلیمات میں تمام مسلمان ایک جسم کی مانند قرار دیے گئے ہیں (بخاری)۔

عدل ومساوات

اسلام معاشرتی انصاف اور مساوات کو فروغ دیتا ہے۔

آخرت کا تصور

آخرت میں جزاوسزا کا یقین انسان کو نیکی کی طرف مائل کرتا ہے (مودودی،1982)۔

اسلام میں سماجی خدمت ایک جامع اور منظم تصور کے طور پر موجود ہے، جو قرآن، سنت اور اسلامی تاریخ میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ خدمتِ خلق کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے اور اس کے لیے باقاعدہ نظام (زکوٰۃ، صدقات، وقف) بھی فراہم کیا گیا ہے۔ سبحان اللہ یہ نظام نہ صرف فرد کی اصلاح کرتا ہے بلکہ ایک متوازن اور فلاحی معاشرے کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

سکھ مت میں خدمتِ خلق (Seva) کا تصور

سکھ مت ایک توحیدی مذہب ہے جس کی بنیاد پندرہویں صدی میں رکھی گئی۔ اس مذہب کی بنیادی تعلیمات میں انسانیت کی خدمت، مساوات، اور اخوت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ سکھ مت کے بانی گرونانک دیو نے انسانیت کی خدمت کو عبادت کا لازمی جز قرار دیا۔

سکھ تعلیمات کے مطابق حقیقی روحانیت کا اظہار محض عبادات تک محدود نہیں بلکہ عملی طور پر انسانوں کی خدمت میں مضمر ہے۔ اسی تصور کو 'سیوا' کہا جاتا ہے، جو سکھ مذہب کی ایک بنیادی اخلاقی اور مذہبی قدر ہے۔

سکھ مت کی بنیادی تعلیمات اور خدمتِ خلق:

سکھ مت کی بنیادی تعلیمات تین اصولوں پر مبنی ہیں:

1۔ نام جپنا: اس سے مراد اللہ (واحد خدا) کی یاد میں مشغول رہنا ہے۔ سکھ مت میں خدا کو ایک، بے شکل اور ہر جگہ موجود مانا جاتا ہے۔ اس کی یاد (ذکر) انسان کے دل کو پاک کرتی اور روحانی بلندی عطا کرتی ہے۔ یہ تصور اسلامی تعلیمات میں "ذکرِ الٰہی" سے کافی مشابہ ہے۔

2۔ کرت کرنی: اس کا مطلب ہے حلال اور دیانتدارانہ طریقے سے محنت کر کے روزی کمانا۔ سکھ مت میں حرام، دھوکہ، اور استحصال سے کمائی کو ناپسند کیا گیا ہے۔ یہ اصول انسان کو خود انحصاری، دیانت اور معاشی انصاف کی طرف رہنمائی دیتا ہے، جو اسلامی تصورِ کسبِ حلال سے ہم آہنگ ہے۔

3۔ ونڈ چکھنا: اس کا مفہوم ہے اپنی کمائی اور نعمتوں کو دوسروں کے ساتھ بانٹنا، خاص طور پر ضرورت مندوں کے ساتھ۔ یہ سخاوت، بھائی چارے اور معاشرتی مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں صدقہ، زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ اسی جذبے کی عملی شکل ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

یہ تینوں اصول مل کر ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں جس میں روحانیت، محنت، اور سماجی انصاف کا توازن قائم ہو۔ اپنی جمع پونجی میں سے دوسروں پر خرچ کرنے کے لیے تیار رہنا، سکھ مت کی اخلاقیات اور طرز زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ ایک سکھ کو روحانی اور اخلاقی ضمیر کا مالک ہونا چاہیے۔ روحانی طور پر اپنے خدا کو ہر دم یاد رکھے اور اخلاقی طور پر فرد کے اقدامات صرف اپنی فلاح و بہبود تک محدود نہیں ہونے چاہییں بلکہ معاشرے کی مجموعی فلاح و بہبود کو بھی یقینی بنائے۔ سکھ مت میں ونڈ چھکنا سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ انسان خود کماتا اور کھاتا ہے، دوسروں کو بھی اس میں شریک کرے۔ گرونانک اپنے تجربات کی بناء پر بیان کرتے ہیں کہ ایسا شخص روحانی استاد نہیں ہو سکتا جو لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے اور بھیک مانگ کر اپنا پیٹ بھرتا ہے بلکہ گرو یا پیر تو وہ ہستی ہے جو اپنی محنت کی کمائی لوگوں میں تقسیم کرتا ہے۔:

گرو پیر سدائے منگن جائے تاکے مُول نہ لگیئے پائے

گھال کھائے کچھ ہتھوں دیئے نانک راہ پچھانے سیئے 6

"اس شخص پر اعتماد نہ کریں جو اپنے آپ کو گرو یا پیر کہتا ہے اور بھیک مانگتا ہے۔ کبھی بھی ایسے شخص کی قدم بوسی نہ کریں۔ اے نانک! وہ اکیلا ہی اس طریقے کو جانتا ہے جو اپنے ہاتھوں سے محنت کرتا ہے اور اپنی کمائی دوسروں میں بانٹتا ہے۔"

سکھ مذہب معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے 'ونڈ چھکنا' کی تعلیم دیتا ہے۔ جو کچھ محنت و مشقت سے کمایا جائے اس میں معاشرے کے نادار افراد کو شامل کیا جائے۔ جو شخص ہاتھ پھیلاتا ہے وہ کبھی روحانی استاد نہیں ہو سکتا۔ ہاتھ سے محنت کر کے روزی کمانے والا ہی اس کی لذت سے آشنا ہوتا ہے۔

گرو گرنتھ صاحب میں سیوا کا تصور:

گرو گرنتھ صاحب سکھ مت کی مقدس کتاب ہے، جس میں انسانیت کی خدمت، عاجزی اور ایثار پر بھرپور زور دیا گیا ہے۔

گرو گرنتھ صاحب کی تعلیمات کے مطابق:

* خدمتِ خلق کے ذریعے انسان خدا کے قریب ہوتا ہے۔
* عاجزی اور بے لوث خدمت روحانی ترقی کا ذریعہ ہیں۔
* دوسروں کی مدد کرنا ایک اعلیٰ اخلاقی فریضہ ہے۔

گرونانک لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے گرو گرنتھ صاحب میں فرماتے ہیں:

گھال کھائے کچھ ہتھو دیئے نانک راہ پچھانے سیئے 7

6 گرو گرنتھ صاحب ،سارنگ کی وار، محلہ 1، 1245۔

7 گرو گرنتھ صاحب، سارگ کی وار، شلوک محلہ 1، 1245۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(جو لوگ اپنی محنت کی کمائی سے غریبوں کا حصہ نکالتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ نانک کہتے ہیں کہ وہی لوگ خدا کے راستے کو پہچان سکتے ہیں۔)

یہ تعلیمات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ سیوا صرف ایک سماجی عمل نہیں بلکہ ایک روحانی مشق بھی ہے۔

سکھ مت میں سیوا کی اقسام:

سکھ مت میں سیوا کو مختلف شکلوں میں انجام دیا جاتا ہے:

تن: جسمانی طور پر خدمت کرنا، جیسے صفائی، کھانا پکانا، یا لوگوں کی مدد کرنا۔

من: دوسروں کے لیے نیک خیالات رکھنا اور دعا کرنا۔

دھن: مالی مدد فراہم کرنا اور ضرورت مندوں کی کفالت کرنا۔

یہ تینوں اقسام مل کر ایک مکمل فلاحی نظام تشکیل دیتی ہیں

لنگر کا نظام سیوا کا عملی مظہر:

سکھ مت میں "لنگر" کا نظام خدمتِ خلق کی ایک نمایاں مثال ہے، جس کا آغاز گرو نانک دیو نے کیا۔

لنگر میں ہر شخص کو بلا تفریق کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔ امیر و غریب ایک ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دیا جاتا ہے۔ یہ نظام نہ صرف بھوک مٹانے کا ذریعہ ہے بلکہ سماجی ہم آہنگی کو بھی فروغ دیتا ہے۔

سکھ مت میں سماجی خدمت کے مذہبی و اخلاقی محرکات:

سکھ مت میں خدمتِ خلق کے محرکات درج ذیل ہیں:

خدا کی رضا کا حصول: سیوا کو خدا کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

مساوات اور انسان دوستی: تمام انسانوں کو برابر سمجھنا بنیادی اصول ہے۔

عاجزی: خدمت کے ذریعے تکبر کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اجتماعی ذمہ داری: معاشرے کے ہر فرد کو دوسروں کی مدد کا پابند سمجھا جاتا ہے۔

سکھ مت میں سیوا ایک جامع اور ہمہ جہت تصور ہے، جو مذہبی، اخلاقی اور سماجی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ یہ نہ صرف فرد کی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ ایک متوازن اور مساوات پر مبنی معاشرے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ واضح ہوتا ہے کہ سکھ مت میں خدمتِ خلق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جو عملی شکل میں لنگر جیسے نظام کے ذریعے نمایاں ہوتی ہے۔ اسلام اور سکھ مت دونوں ایسے مذاہب ہیں جو انسانیت کی خدمت، اخلاقی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3, No.3, 2025
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اقدار اور سماجی فلاح کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں۔ تاہم ان کے مذہبی تصورات، محرکات اور عملی نظاموں میں بعض مماثلتوں کے ساتھ نمایاں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔

اسلام میں سماجی خدمت کی بنیاد توحید، آخرت اور شریعت پر ہے۔ خدمتِ خلق کو اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ اور عبادت کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس، سکھ مت میں خدمتِ خلق کا تصور زیادہ تر روحانیت، انسانی مساوات اور اخلاقی فریضہ کے طور پر سامنے آتا ہے، جس میں خدا کی محبت کا اظہار انسانوں کی خدمت کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام میں خدمتِ خلق ایک واضح شرعی حکم اور دینی ذمہ داری ہے، جبکہ سکھ مت میں یہ ایک روحانی و اخلاقی عمل کے طور پر نمایاں ہے۔ اسلام اور سکھ مت دونوں میں خدمتِ خلق کے محرکات میں کئی مشترکہ پہلو پائے جاتے ہیں، تاہم ان کی نوعیت میں فرق بھی موجود ہے۔

دونوں مذاہب کے مشترکہ محرکات:

* خدا کی رضا کا حصول
* انسانیت سے محبت
* معاشرتی فلاح و بہبود
* اخوت اور ہمدردی

امتیازی محرکات:

بنیادی محرک: اسلام میں رضائے الٰہی اور آخرت میں جزا کا ذریعہ ہے جبکہ سکھ مت میں روحانی سکون اور عاجزی کا ذریعہ ہے۔

تصورِ عبادت: اسلام میں خدمتِ خلق عبادت کا حصہ ہے جبکہ سکھ مت میں سیوا روحانی ریاضت ہے۔

جواب دہی: اسلام میں آخرت میں حساب و کتاب ہو گا جبکہ سکھ مت میں اخلاقی و روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔

اسلام میں آخرت کا تصور ایک مضبوط محرک کے طور پر کام کرتا ہے، جبکہ سکھ مت میں عاجزی اور روحانی ارتقاء کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

اسلام اور سکھ مت دونوں میں سماجی خدمت کے عملی مظاہر موجود ہیں۔

اسلام میں:

* زکوٰۃ (لازمی مالی نظام)
* صدقات (رضاکارانہ مدد)
* وقف (ادارہ جاتی فلاح)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

سکھ مت میں:

* لنگر (اجتماعی کھانا)

* سیوا (رضاکارانہ خدمت)

اسلام کا نظام زیادہ منظم، قانونی اور ادارہ جاتی ہے، جبکہ سکھ مت کا نظام زیادہ رضاکارانہ اور کمیونٹی بیسڈ ہے۔

4.5 مساوات اور سماجی انصاف کا تقابل

اخلاقی اقدار کا تقابلی جائزہ:

اسلام نے تمام اچھی صفات اور بری عادات کو اپنے نظام کا حصہ بنایا ہے اور ان تمام اخلاقی اقدار کے بارے میں ایک مربوط نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ حسن اخلاق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ 8

(بے شک انسان حسن خلق سے وہ درجہ حاصل کر سکتا ہے جو رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔)

سکھ مت میں اعلیٰ انسانی اقدار کے حصول اور روحانی نشوونما کے لئے گرونانک دیوجی نے جپ جی پوڑی نمبر ۳۴ تا ۳۷ میں پانچ اصول بیان کیے ہیں۔ یہ اصول سکھ مت کی اخلاقی تعلیمات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ا۔ دھرم کھنڈ:

یہ روحانی بیداری کا پہلا مرحلہ ہے جس میں اپنی سماجی اور مذہبی ذمہ داریوں کو محسوس کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں کوئی شخص یہ تصور کرتا ہے کہ انسان دنیا میں کیوں آیا ہے اور زندگی کا مقصد کیا ہے؟ جپ جی پوڑی نمبر ۳۴ میں گرونانک لکھتے ہیں:

راتی رُتی تھتی وار پون پانی اگنی پاتال

تس وچ دھرتی تھاپ رکھی دھرم سال

تِس وچ جیو جگت کے رنگ تن کے نام انیک اننت

کرمی کرمی ہوئے ویچار سچا آپ سچا دربار 9

---

8 **ابوداؤد** سليمان بن الاشعث السجستانی، **السنن ابوداؤد** ، باب فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (بیروت : دار الكتاب العربي ،1388ھ)، 4: 400، رقم:4800

9 گروگرنتھ صاحب، جپ جی پوڑی 34،7۔

"خدا نے دن، رات، ہفتے، ہوا، پانی، زمین، آگ اور کائنات کے مختلف زیریں علاقے تخلیق کیے ہیں۔ اس نے زمین کو دھرما کے گھر کے طور پر آباد کیا ہے۔ اس نے مخلوق کی مختلف اقسام پیدا کی ہیں۔ ان کے نام بے حساب اور نہ ختم ہونے والے ہیں۔ ان کے اعمال و افعال کا حساب لیا جائے گا۔ خدا خود سچا ہے اور سچا ہی اس کا دربار ہے۔"

۲۔ گیان کھنڈ:

اس سے مراد اپنے فرائض کے ادراک کے لئے حقیقی کوشش کرنا اور علم الٰہی کا حقیقی ادراک کرنا۔ گیان کھنڈ روحانی ترقی کا دوسرا مرحلہ ہے۔ انسان کو احساس ہوتا ہے کہ خدا کی تخلیق انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ اس کائنات میں صرف ہمارا نظام شمسی ہی نہیں ہے بلکہ یہاں پر بہت سے سورج، چاند اور زندگی کے ذرائع موجود ہیں۔ خدا کے پاس تخلیق، وسائل اور تباہی کے اختیارات لامحدود ہیں۔ ایک شخص پر اس احساس کا اثر اس قدر ہوتا ہے کہ وہ اسے گیان کھنڈ کے مرحلے میں داخل کر دیتا ہے۔

جپ جی پوڑی نمبر ۳۵ میں گرونانک جی لکھتے ہیں:

کیتے اِند چند سور کیتے کیتے منڈل دیس
کیتے سدھ بدھ ناتھ کیتے کیتے دیوی ویس
کیتے دیو دانو مُن کیتے کیتے رتن سمند
کیتی آکھانی کیتی آبانی کیتے پات نرند
کیتی آسرتی سیوں کیتے نانک انت نہ انت[10]

"خدا کی تخلیق میں بہت سی ہوائیں، آگ اور پانی ہیں۔ بہت سارے کرشنا اور شیوا ہیں۔ بہت سارے برہما خوبصورتی کے فیشن کی شکل میں متعدد رنگوں میں آراستہ اور ملبوس ہیں۔ بہت سے اسباق سیکھنے کو ملتے ہیں۔ زندگی گزارنے کے بہت سارے طریقے اور زبانیں ہیں۔ بہت سارے حکمرانوں کی ریاستیں ہیں۔ اے نانک! اس کی تخلیق کی کوئی انتہا نہیں ہے۔"

۳۔ سارم کھنڈ:

یہ روحانی سعی کا مرحلہ ہے۔ انسان سخت جدوجہد کرتا ہے، جہاں پر اس کا ذہن وروح پاکیزہ اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ انسان تقویٰ اختیار کر کے خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ سارم کھنڈ روحانی خوبصورتی کا وہ مرحلہ ہے جہاں جذبہ محبت، پوری لگن اور عقیدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے نام کی تلاوت کی جاتی ہے۔

جپ جی پوڑی نمبر ۳۶ میں گرونانک جی لکھتے ہیں:

سرم کھنڈ کی بانی روپ

---

10 ایضاً، پوڑی 35، 7۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

تتھے گھاڑت گھڑیئے بہت انوپ 11

"عاجزی کے دائرے میں الفاظ خوبصورت ہوتے ہیں۔ وہاں پر لازوال خوبصورتی کے فارم تیار کیے گئے ہیں۔"

۴۔ کرم کھنڈ:

کرم کھنڈ سے مراد ذات الٰہی سے اس کا فضل طلب کرنا ہے۔ روحانی نشو و نما کے اس مرحلے میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور انسان روحانی طور پر طاقتور ہو جاتا ہے۔ انسان خدا کے نام میں غرق ہو کر ابدی خوشی محسوس کرتا ہے اور اسے ایسا لگتا ہے کہ پوری کائنات اس کے ماتحت کام کر رہی ہے۔

جپ جی پوڑی نمبر ے۳ میں گرو جی لکھتے ہیں:

کرم کھنڈ کی بانی زور

تتھے ہور نہ کوئی ہور 12

"اس مرحلے میں انسان کو خدا کے فضل سے نوازا جاتا ہے اور وہ روحانی طور پر اس قدر طاقتور ہو جاتا ہے کہ دنیاوی برائیاں اور مایا اسے متاثر نہیں کر سکتیں۔"

۵۔ سچ کھنڈ:

سچ کھنڈ سے مراد اپنا سب کچھ ختم کر کے اپنے آپ کو لازوال سچائی میں ضم کرنا ہے۔ سکھ مت کی اخلاقی تعلیمات کے مطابق یہ خدا کے ساتھ اتحاد کا ایک مرحلہ ہے۔ خدا اپنے عقیدت مندوں کے دلوں میں بستا ہے۔ عقیدت مندوں کو نہ ختم ہونے والے سیاروں، لامتناہی شمسی نظاموں اور کہکشاؤں کا پتا چلتا ہے کہ خدا کی تخلیق کتنی لامحدود ہے۔

جپ جی پوڑی نمبر ے۳ میں گرو نانک جی لکھتے ہیں:

تتھے لوئے لوئے آکار جِو جِو حکم تِوے تو کار   ویکھے وگسے کر ویچار نانک کتھنا کرڑا سار 13

---

11 ایضاً، پوڑی 36، 8۔

12 ایضاً، پوڑی 37، 8۔

13 ایضاً۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3, No.3, 2025
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"اس مرحلے میں ایک انسان محسوس کر سکتا ہے کہ خدا کی تخلیق کے جہانوں میں جہان آباد ہیں اور ہر کام اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ایک شخص محسوس کر سکتا ہے کہ خدا اپنی مخلوق کا کیسے خیال رکھتا ہے۔اے نانک! اس مرحلے کو بیان کرنا ناممکن ہے، اسے صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔"

5.4 سفارشات (Recommendations)

5.4.1 علمی و تحقیقی سطح پر

جامعات میں بین المذاہب تقابلی مطالعات کو فروغ دیا جائے

اسلام اور دیگر مذاہب کے فلاحی تصورات پر مزید تحقیقی کام کیا جائے

نصاب میں سماجی خدمت کے مذہبی پہلوؤں کو شامل کیا جائے

5.4.2 سماجی و عملی سطح پر

اسلامی معاشروں میں زکوٰۃ اور وقف کے نظام کو مؤثر بنایا جائے

سکھ مت کے لنگر جیسے ماڈلز سے سیکھ کر فلاحی پروگرامز کو بہتر بنایا جائے

غربت کے خاتمے کے لیے مذہبی اداروں کو فعال کردار دیا جائے

5.4.3 بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے

مختلف مذاہب کے درمیان مکالمہ (Interfaith Dialogue) کو فروغ دیا جائے

مشترکہ فلاحی منصوبے شروع کیے جائیں

مذہبی ہم آہنگی کے ذریعے معاشرتی استحکام پیدا کیا جائے

5.4.4 حکومتی سطح پر

فلاحی ریاست کے قیام میں مذہبی اصولوں کو مدنظر رکھا جائے

زکوٰۃ اور سماجی بہبود کے اداروں میں شفافیت پیدا کی جائے

مذہبی اداروں کے ساتھ مل کر سماجی ترقی کے منصوبے ترتیب دیے جائیں

5.4.5 انفرادی سطح پر

ہر فرد کو خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے

رضاکارانہ خدمات (Volunteering) کو فروغ دیا جائے

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اخلاقی تربیت اور انسان دوستی کو پروان چڑھایا جائے

5.5 آئندہ تحقیق کے امکانات (Future Research Directions)

دیگر مذاہب (عیسائیت، ہندومت) کے ساتھ تقابلی مطالعہ

عملی سطح پر فلاحی نظاموں کا کیس اسٹڈی

اسلامی اور سکھ فلاحی اداروں کا فیلڈ ریسرچ

جدید معاشی نظام میں مذہبی فلاحی تصورات کا اطلاق

خلاصہ کلام:

یہ تحقیق اسلام اور سکھ مت میں سماجی خدمت کے مذہبی و اخلاقی محرکات کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہے۔ دونوں مذاہب انسانیت کی خدمت کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں، تاہم ان کے نظریاتی پس منظر، محرکات اور عملی نظاموں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اس تحقیق میں معیاری اور تقابلی طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے، جس کے تحت بنیادی ماخذ جیسے قرآنِ مجید، احادیثِ نبوی ﷺ اور گرو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کیا گیا، جبکہ ثانوی ماخذ میں مستند کتب اور تحقیقی مقالات شامل ہیں۔

اسلام میں سماجی خدمت کو عبادت اور دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے، جو رضائے الٰہی، آخرت میں جزا و سزا، اور شریعت کی پابندی پر مبنی ہے۔ زکوٰۃ، صدقات اور وقف جیسے ادارہ جاتی نظام اس تصور کو عملی شکل دیتے ہیں۔ اس کے برعکس، سکھ مت میں خدمتِ خلق (سیوا) کو روحانی اور اخلاقی عمل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو عاجزی، مساوات اور بے لوث خدمت پر مبنی ہے۔ لنگر کا نظام اس تصور کی عملی مثال ہے، جہاں بلا امتیاز تمام افراد کی خدمت کی جاتی ہے۔

تقابلی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مذاہب میں ہمدردی، ایثار اور سماجی انصاف جیسی مشترکہ اقدار موجود ہیں، تاہم ان کے مذہبی محرکات اور عملی ڈھانچے مختلف ہیں۔ اسلام ایک منظم اور ادارہ جاتی نظام پیش کرتا ہے، جبکہ سکھ مت رضاکارانہ اور کمیونٹی بنیادوں پر قائم ہے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ان مشترکہ اقدار کو بروئے کار لا کر عصر حاضر کے سماجی مسائل کے حل، بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ اور ایک منصفانہ معاشرے کے قیام میں اہم کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔

نتائج تحقیق:

اس تحقیق کے تجزیے سے درج ذیل بنیادی نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

* اسلام اور سکھ مت دونوں میں سماجی خدمت کو بنیادی مذہبی و اخلاقی قدر کی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام میں اسے عبادت اور دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے جبکہ سکھ مت میں اسے روحانی ترقی اور اخلاقی تکمیل کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

* اسلام میں خدمتِ خلق کا بنیادی محرک رضائے الٰہی اور آخرت میں جزا و سزا کا تصور ہے، جبکہ سکھ مت میں اس کا محرک روحانی سکون، عاجزی اور انسانی مساوات ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں مذاہب کے نظریاتی پس منظر مختلف ہیں، اگرچہ مقصد مشترک ہے۔
* دونوں مذاہب درج ذیل اخلاقی اقدار پر متفق نظر آتے ہیں: ایثار و قربانی، ہمدردی اور انسان دوستی، مساوات اور انصاف۔ یہ اقدار ایک مشترکہ انسانی اخلاقی نظام کی نشاندہی کرتی ہیں۔
* اسلام میں سماجی خدمت کا نظام زیادہ ادارہ جاتی، منظم اور قانونی ہے (زکوٰۃ، صدقات، وقف)، جبکہ سکھ مت میں یہ زیادہ رضاکارانہ اور کمیونٹی بیسڈ ہے (سیوا، لنگر)۔ یہ فرق دونوں مذاہب کے سماجی ڈھانچے کو واضح کرتا ہے۔
* اسلام میں مساوات کا معیار تقویٰ اور اخلاقی کردار ہے، جبکہ سکھ مت میں مساوات کا عملی اظہار ذات پات کے خاتمے اور لنگر جیسے اجتماعی نظام کے ذریعے ہوتا ہے۔
* سکھ مت میں سیوا کو روحانی ترقی کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے، جبکہ اسلام میں سماجی خدمت کو ایمان اور عبادت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ دونوں میں روحانیت اور خدمت کا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔
* لنگر (سکھ مت) اور زکوٰۃ/وقف (اسلام) دونوں معاشرتی فلاح کے مضبوط نظام ہیں۔ فرق یہ ہے کہ لنگر مکمل طور پر رضاکارانہ اور اجتماعی عمل ہے، جبکہ اسلامی نظام باقاعدہ شرعی اور ادارہ جاتی شکل رکھتا ہے۔
* دونوں مذاہب کی تعلیمات موجودہ دور کے مسائل جیسے غربت، عدم مساوات اور سماجی انتشار کے حل میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، بشرطیکہ ان اصولوں کو عملی سطح پر اپنایا جائے۔
* تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلام اور سکھ مت کی مشترکہ اخلاقی اقدار بین المذاہب ہم آہنگی، رواداری اور سماجی استحکام کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں۔